بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

۱

آؤ اِسلام کی تاریخ بصد غور پڑھیں
ایک اک سطر، ہر اک باب، ہر اک دور پڑھیں
چاہے دل، فکرِ مورّخ کو نہ تسلیم کرے
جو بھی لکھا ہے، بہر حال، بہر طور پڑھیں
نالشِ حق کا پتہ، رنگِ امانت دے گا
تجزیہ خود ہی صداقت کی ضمانت دے گا

ہر ورق، دیدۂ حق بیں نے بصد غور پڑھا
چودہ صدیوں میں جو پھیلا ہے وہ ہر دور پڑھا
گہری نظروں سے مورّخ کی بھی نیّت پرکھی
کارنامے بھی پڑھے، پھر ستم و جور پڑھا
اِن مراحل سے گزر کر جو نتائج نِکلے
سِلسلے جھوٹی روایات کے رائج نِکلے

www.emarsiya.com

پھول کے ذکر میں کانٹوں کی بہاریں دیکھیں
قصرِ تاریخ میں سونے کی جداریں دیکھیں
زرِ مضموں کو جو دانش کی کسوٹی پہ کسا
جہل کی فوج میں لفظوں کی قطاریں دیکھیں

تیغِ خامہ سے ہٹائے جو پرے حرفوں کے
کتنے چہرے نظر آنے لگے کم ظرفوں کے

میں نے تاریخ کے چہرے سے ہٹائی جو نقاب
تابشِ حق سے دمکتے تھے بظاہر ابواب
جب گئی تا درِ مینارۂ تاریخ نظر
ہو گئے دور نگاہوں سے اجالوں کے سراب

داستانیں تو نہاں ظلمتِ تصویر میں تھیں
سازشیں وقت کی پسِ منظرِ تحریر میں تھیں

مجھ پہ پسِ منظرِ تحریر کے منظر جو کھلے
آبِ زر میں تھے مورّخ کے بیانات گھلے
ناقدانہ نگہِ علم سے ٹوٹا یہ طلسم
موجِ تحقیق سے تصویر کے سب رنگ دھلے

اُڑ گیا خواب جو اب تک دلِ بیدار میں تھا
اک عجب منظرِ نو مطلعِ انوار میں تھا

www.emarsiya.com

۶

منظرِ نو میں ہر اک عہد کے احوال بھی تھے
بادشاہوں کے عزائم بھی تھے اعمال بھی تھے
اور کم عقل رعایا کی تسلّی کے لئے
جھوٹ کی برف میں ٹھٹھرے ہوئے اقوال بھی تھے
تھے حدیثوں کے جو انبار حوالوں کے لئے
ذہنِ حق کوشوں کے مضطر تھے سوالوں کے لئے

۷

سازشِ وقت سے خالی کوئی دربار نہ تھا
گرم ہر دَور میں کب ظلم کا بازار نہ تھا
باضمیروں سے تجارت تو نہ تھی سہل کوئی
بے ضمیروں کا تو بکنا کبھی دشوار نہ تھا
مکروسازش کے ترازو پہ جو دل تول دیئے
بڑھ کے شاہی نے خزانوں کے دہن کھول دیئے

۸

مفتیٔ عصر تھے، دولت کے خریدار بڑھے
دام فتوؤں کا لئے وقت کے غدّار بڑھے
بیچ دینے کے لئے حرمتِ انساں کی اساس
جن کی طینت میں جفا تھی وہ جفاکار بڑھے
لب بکے، روح بکی، فکر کا معیار بکا
دیکھ اے وقت کہ کیا کیا سرِ بازار بکا

www.emarsiya.com

شر کی تائید میں، تحریر کے انداز بِکے
فتنہ انگیزوں کی تقریر کے انداز بِکے
روحِ احکامِ الٰہی کا نہ کچھ پاس رہا
یعنی قرآن کی تفسیر کے انداز بِکے

دین و ایماں کی تجارت سرِ دربار ہوئی
بے ضمیروں پہ خطابات کی بوچھار ہوئی

ہر جفاکار کو "شاہی" کے خطابات مِلے
بزدلوں کو بھی سپاہی کے خطابات مِلے
جن کے اعمال سے ابلیس بھی ~~[illegible]~~ گھبرا گئے
اُن کو بھی "ظِلِّ الٰہی" کے خطابات مِلے

ذہنِ ناپاک کو اعزازِ فقیہاں بھی مِلا
جہل کو رتبۂ علامۂ دوراں بھی مِلا

خیمۂ علم و حقیقت کی طنابیں ٹوٹیں
فرسِ کذب جو دوڑے تو رکابیں ٹوٹیں
وہ تصانیف کی بوچھار وہ بھرمار ہوئی
مدحِ شاہی میں کتابوں پہ کتابیں ٹوٹیں

بات بدلی تو کوئی بات اساسی نہ رہی
فن شناسوں میں بھی کردار شناسی نہ رہی

نثر کے، نظم کے دریاؤں میں تھی طغیانی
سر سے اونچا تھا حکومت کی ثنا کا پانی
بادشاہوں کے مقابل کوئی آسان نہ تھی
عظمتِ شانِ ائمہؑ کی قصیدہ خوانی

دل کو حق گوئی سے کچھ ربط کوئی میل نہ تھا
رابطہ فکرِ فرزدقؔ سے کوئی کھیل نہ تھا

۹

اہلِ دانش نے تدبّر کا حَشم بیچ دیا
علماء نے بھی تقدس کا بھرم بیچ دیا
زر کے دربار میں بولی جو اصولوں کی لگی
اِنتہا یہ کہ مورّخ نے قلم بیچ دیا

ذہن شاطر جو ہو

ہمتیں فوجِ جواہر سے جو لرزاں پست ہوئیں
برچھیاں سینۂ تاریخ میں پیوست ہوئیں

دندناتی تھی بدی، خنجر و تلوار کے ساتھ
علم سازشی کردار کے ساتھ
دستِ نیلام میں فتوؤں کی پٹاری لے کر
بک گئی کم نگہی جبّہ و دستار کے ساتھ

ہاتھ شاہی کے جو مضبوط ہر اک گام کئے
مُفتیوں نے بھی حکومت کے بڑے کام کئے

---

ع بنو امیہ کی ظالمانہ سطوت اور جباری نے تمام شعرا کی زبانیں بند کر دی تھیں فرزدق بنو امیہ کے پایۂ تخت کا شاعر تھا لیکن جب اس نے ایک موقع پر فوری جوش سے امام زین العابدینؑ کی مدح میں فی البدیہہ چند شعر کہے تو عبدالملک بن مروان نے اسے جیل خانہ بھجوا دیا۔"
(شبلی - موازنۂ انیس و دبیر)

کیسا ایثار، عمل کیسے، دعائیں کیسی
کیا نتیجہ ہے سخاوت کا عطائیں کیسی
زر پرستی ہی حقیقت میں ہے معیارِ نظر
اپنا مطلب نہ ہو پورا تو وفائیں کیسی

دین و ایمان کا بس ظاہری سامان رہے
دل منافق ہوں مگر شکل مسلمان رہے

منتشر جس سے ہو ماحول وہی کام کریں
پارہ پارہ جسدِ ملّتِ اسلام کریں
بند کمروں میں عداوت کے قرینے سوچیں
اور اظہارِ محبّت بہ سرِ عام کریں

رسنِ مکر میں ملّت کو کسے لیتے تھے
آستینوں کے یہی سانپ ڈسے لیتے تھے

آستینوں میں یہی سانپ نہاں ہیں اب بھی
نشترِ طنز چھپے زیرِ زباں ہیں اب بھی
جس سے دل آلِ محمدؐ کے ہوئے تھے غربال
دستِ قاتل میں وہی تیغ وسناں ہیں اب بھی

وہی ہنگامہ بہ اندازِ جدید آج بھی ہے
کربلا آج بھی زندہ ہے یزید آج بھی ہے

www.emarsiya.com

شورشِ فرقہ پرستی میں جو ملّت ہے اسیر
ذہن فتنوں میں گرفتار ہیں، مُردہ ہیں ضمیر
دل ہوں سچّے تو محبّت کے دریچے بھی کُھلیں
عزمِ نَو ہو تو بدل جائے مزاجِ تقدیر
عزمِ نَو کی وہ مگر کاشت نہیں کر سکتے
خود پہ تنقید جو برداشت نہیں کر سکتے

11

ساری دنیا میں مسلمان ہیں مائل بہ زوال
نہ ارادوں میں بلندی، نہ بلندی میں کمال
رزق کی بھیک درِ غیر سے ملتی ہے ہمیں
مر گیا خون میں خوددار حمیّت کا جلال
بے اثر قوم ہیں، بے روح ہیں، بے جان ہیں ہم
اور اُس پر ہیں یہ تیور کہ مسلمان ہیں ہم

ترک یہ سلسلۂ مکر و دغل کون کرے
نفس سے اپنے بھلا جنگ و جدل کون کرے
بیچ کر اپنی رضا حکمِ خدا کے ہاتھوں
روحِ تعلیمِ محمدؐ پہ عمل کون کرے
کھیل بچّوں کا نہیں صاحبِ ایقاں ہونا
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا"

www.emarsiya.com

۱۲

کون دل میں یہ سب احساس جگائے آخر ؟
کون اِس شمعِ فسردہ کو جلائے آخر ؟
کون سوچے کہ یہاں ظلم ہے مظلوم پہ کیوں ؟
کون حق کے لئے آواز اُٹھائے آخر ؟
بس، نظر اپنے مفادات کی تسکین پہ ہو
کیا غرض جبر و تشدّد جو فلسطین پہ ہو

۱۳

عصرِ نَو امن کا دشمن ہے، حسن کی سوگند
دَوڑتے ہیں سرِ آفاق تباہی کے سمند
ہے فضاؤں میں جو پُر ہول خموشی طاری
مَوت کی راہ کشادہ ہے، درِ امن ہے بند
لے کے ہر مَوجِ ہوا، تازہ لہو آتی ہے
دہنِ وقت سے بارود کی بُو آتی ہے

یہ عزائم ہیں کہ خَم وقت کا سر ہو جائے
چھوٹے ملکوں میں قیامت کا گزر ہو جائے
شعلہ بن جائے یہ خاموش فضاؤں کی نظر
اک دھماکے سے زمیں زیر و زبر ہو جائے
یعنی بن جائیں دھواں ارض و سما، داور کے
کتنے پُر ہول مقاصد ہیں سُپر پاور کے

www.emarsiya.com

۱۴/

۴۴

یہی طاقت کا نشہ تھا کہ بہ اندازِ دِگر
رہا تاریخ کے ہر دور میں ظالم کی سپر
اِس قدر مست جو سفّاک ارادوں میں رہا
روزِ محشر کی عدالت کا جسے خوف نہ ڈر
یہ تکبّر، ہمیں تسلیم ہر اک ذات کرے
سر اٹھا کر نہ کوئی ہم سے یہاں بات کرے

۴۵

بل یہ طاقت کے ہیں خلق کے مختار بھی ہوں
خوف کی تیغ بنیں، ظلم کی للکار بھی ہوں
چھین کر جبر و تعدّی سے حقوقِ انساں
مستِ بادہ بھی رہیں، ظلم سے سرشار بھی ہوں
دل ہیں افسردہ، نظر میں ہوسِ زر جو نہ ہو
غم نہیں، دولتِ کردار میسر جو نہ ہو

۱۵/

۴۶

علم و عرفاں کے درخشندہ نگینے نہ ملیں
فکر و احساس و عقیدت کے قرینے نہ ملیں
کیا غرض روح کی بالیدہ توانائی سے
نہ ملیں حکمت و رفعت کے خزینے نہ ملیں
خاک میں چاہے صداقت کا بھرم مل جائے
ہاں مگر سلطنتِ رَے کا حشم مل جائے

www.emarsiya.com

ظلم، آمادۂ شورش تھا، صعوبات لئے
تیرہ بختی کی گھٹا، جبر کی برسات لئے
بربریت کے مقاصد پہ نہ آنچ آئے کبھی
نخوتیں جھوم رہی تھیں، یہ مفادات لئے

سر جو حالات پہ دُھنتی ہی چلی جاتی تھیں
سازشیں دائرے بُنتی ہی چلی جاتی تھیں

رُخِ ایماں کو نکھرنے کے مواقع نہ ملیں
زندگی کو بھی سنورنے کے مواقع نہ ملیں
حق پرستی کا جنوں جن کے سروں پر ہے سوار
اُن کو دنیا میں اُبھرنے کے مواقع نہ ملیں

جو کسی سے نہ دبیں اُن کو دبایا جائے
سرفروشوں کو سرِ دار چڑھایا جائے

رنگ اپنا جو زمانے پہ جما سکتے ہوں
قصرِ شاہی کی جو بنیاد ہلا سکتے ہوں
پڑھ کے تہذیبِ مساوات واخوت کا سبق
کلمۂ حق کی جو آواز اٹھا سکتے ہوں

اُن کی آنکھوں پہ درِ فکر و نظر بند رہے
قوم فرسودہ خیالات کی پابند رہے

www.emarsiya.com

لے کوئی نام نہ تہذیب کے ایوانوں کا
ذکر مِٹ جائے ثقافت کے کتب خانوں کا
فائدہ شر کو ہے، بہتات سے کم عقلوں کی
کیوں اِضافہ ہو سمجھ دار مسلمانوں کا
کچھ سِوا اور جو ظلمات کا گھیرا ہو جائے
قصرِ انوارِ صداقت میں اندھیرا ہو جائے

کھوکھلے کرنے کو اذہان کے پُر مغز ایاغ
کر دیئے جاتے تھے ناپید حقیقت کے سُراغ
جہل کی تیرہ نصیبی کے بھرم کی خاطر
عِلم سے دُور کئے جاتے تھے مِلّت کے دماغ
سیلِ اَوھام میں افکار بہے جاتے تھے
کتنے پہلو تھے جو تشنہ ہی رہے جاتے تھے

فلسفیانہ قیاسات ہیں کیا؟ دین ہے کیا؟
قوتِ جسم ہے کیا؟ روحِ حیاتین ہے کیا؟
کیوں ہے یہ موت کا اِمکان مُسلّط سب پر
مقصدِ زیست ہے کیا؟ زیست کی تسکین ہے کیا؟
اِختیاراتِ بشر کی عملی حد کیا ہے؟
دانش وفکر و عِبادات کا مقصد کیا ہے؟

www.emarsiya.com

دین و دنیا کی حقیقت بھی ہے کچھ یا کہ نہیں؟
یا بقولِ سخنِ غالبِ خستہ و حزیں
"لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم
دُردِ یک ساغرِ غفلت ہے چہ دنیا و چہ دیں"

ان سوالوں میں جو دل قید ہوا جاتا تھا ۱۴
جوہرِ فکر بھی ناپید ہوا جاتا تھا

عقل خواہاں کہ سوالوں کے جوابات ملیں
صدفِ فکر کو کچھ گوہرِ اثبات ملیں
معتبر کون سی منزل ہے کہ جس منزل پر
دُرِ مقصود بہ اعجاز و کرامات ملیں

یہ تو ممکن تھا کہ، کچھ راہیں نکالی جائیں
مسئلہ یہ تھا کہ کس در پہ سوالی جائیں؟

مسئلے خاص نہ تھے جان کے اُلجھائے گئے
رہروِ عزم، ہر اک گام پہ بھٹکائے گئے
اور جھوٹوں کے مقاصد کی حفاظت کے لئے
جو صداقت کے علمدار تھے جھٹلائے گئے

اصل مرکز سے زمانے کو ہٹانے کے لئے
سازشیں تھیں یہ محمدؐ کے گھرانے کے لئے

---

؎ یہ دونوں مصرعے غالبؔ کے مشہور قصیدے "دہر جز جلوۂ یکتائیِ معشوق نہیں" سے لئے گئے ہیں۔

www.emarsiya.com

17

لوگ بھٹکے تو کوئی سامنے منزل نہ رہی
بھی
روشنئ مشعلِ عرفاں کی حاصل نہ رہی
اِس قدر پڑ گئے تاریخ کے رُخ پر پردے
علماء کو بھی تمیزِ حق و باطل نہ رہی

اُس پہ یہ اور بھی دُونا ستم و جَور ہوا
ڈور اُلجھی تو سُلجھنے کا نہ کچھ طَور ہوا

18

وقت پرکھے! کہ کہاں ہوگئی تاریخ سے چُوک
کیا وہ جائز تھا اِمامت سے روا تھا جو سلوک؟
کیوں تمیزِ حق و باطل کے سلیقے نہ رہے؟
کیوں ہوئیں چشمِ بصیرت میں حدیثیں مشکوک؟

سوچ کے رُخ ہیں کئی، نت نئی تحریریں ہیں
ایک قرآں کی یہ کیوں کئی تفسیریں ہیں؟

19

بات حق یہ ہے کہ حق، منزلِ دیں سے نہ لیا
دُرِّ عرفاں صدفِ حبلِ متیں سے نہ لیا،
آتے جاتے رہے جبریلؑ بھی جس مرکز پر
حق اُسی مرکزِ ایمان و یقیں سے نہ لیا

عام
خام سوچوں سے لیا، مقالوں سے لیا
عِلمِ تاریخ نے کمزور حوالوں سے لیا

www.emarsiya.com

بعدِ پیغمبرؐ آخر، بہ رضائے ازلی
چشمِ امّت سے تھے روپوش کُل اسرارِ جلی
اِس نئے موڑ پہ ہاں علمِ لدنی کی قسم
عِلم کا منبع و مخزن تھے، علیؑ صرف علیؑ[۵]
عارفِ سلسلۂ باطن و ظاہر تھے علیؑ
شہرِ قرطاس و قلم کی حدِ آخر تھے علیؑ

اک تجلّی تھی جو مابینِ سخن، ضَو دیتی
اک بصیرت صفتِ نکتۂ فن، ضَو دیتی
لب جو کُھلتے کبھی تشریحِ رسالت کے لئے
حرف میں قولِ الٰہی کی کِرن، ضَو دیتی
تھے بلاغت کا شجر ذہن کے صحراؤں میں
بات کرتے تھے حدیثوں کی گھنی چھاؤں میں

لفظ ہونٹوں سے نکلتے جو چلے آتے تھے
غازۂ فکر بھی عارض پہ کِھلے آتے تھے
بوئے ایقان جو اِحساس میں بس جاتی تھی
قول، آیات کے پیکر میں ڈھلے آتے تھے
لہجۂ عِلم، بصد شان نظر آتا تھا
رحلِ گفتار پہ قرآن نظر آتا تھا

---

۵ "میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں"۔ (حدیثِ رسولؐ)

www.emarsiya.com

ہمسری کِس کو ہے اِس فکر کی گہرائی سے
وسعتِ ارض ہے کم ، ذہن کی پہنائی سے
شہپرِ عالِم دانش ہے سمیٹے ہوئے پَر
کوئی باہر نہیں اِس عِلم کی دارائی سے

لامکاں کی بھی بغیر اس کے فضا سُونی ہے
"اِس احاطہ سے جو باہر ہے وہ بیرونی ہے"[۵]

مَوج دَر مَوج ہے یہ علم ، بہ حکمِ باری
اِس کے سائے میں ہے تہذیبِ صداقت ساری
زیرِ رنگِ اثرِ جلوۂ لوحِ محفوظ !
اپنی منزل کی طرف اس کا سفر ہے جاری

خود کو دریائے معارف میں سموتا ہی گیا
منتقل نسلِ امامت میں یہ ہوتا ہی گیا

نسلِ ہاشم میں چلا مصطفوی ناز کے ساتھ
عَلوی شان لئے فاطمی انداز کے ساتھ
دوش پر ڈالے ہوئے عجز و تواضع کی قبا
سارے انوار سمیٹے ہوئے اعجاز کے ساتھ

بن کے سورج کی دمک ، خوش نسبوں پر چمکا
نور تھا ، آلِ محمدؐ کے لبوں پر چمکا

۵ مصرعہ میر انیسؔ

www.emarsiya.com

ہے یہ وہ عَلم ، سردار جو شاہی سے لڑا
تیغِ بینائی لئے کور نگاہی سے لڑا
اِمتیازِ حق و باطل کی وضاحت کے لئے
روشنی بن کے جہالت کی سیاہی سے لڑا
جہل و شر کو سرِ دربارِ ستم ٹوک دیا
رگِ حلقوم سے سیلابِ بلا روک دیا

کام تھا اہلِ صداقت کے جہادوں سے اسے
اک تعلق تھا فقط حق کی مُرادوں سے اسے
دل میں راسخ تھا الوالعزم رسولوں کا چلن
ربط محکم تھا مشیت کے ارادوں سے اسے
چل نہ سکتا تھا کبھی یہ کسی نا اہل کے ساتھ
معرکہ گرم رہا اس کا ابوجہل کے ساتھ

چاہتے تھے یہ ابوجہل صفت بد کردار
توڑ دیں بڑھ کے ہم اِس عِلم کا مضبوط حصار
قدریں پامال ہوں ابھرے نہ افق تا بہ افق
حق کا پیغام، مساوات و اخوت کا وقار
مقصدِ دینِ نبیؐ عام نہ ہونے پائے
سرخرو دہر میں اِسلام نہ ہونے پائے

www.emarsiya.com

سرخروئی مگر اسلام کی تقدیر میں تھی
گو کہ طاقت تو بہت کفر کی تدبیر میں تھی
ضربِ حیدرؑ سے مگر کُند ہوئی جاتی تھی
کاٹ جو بھی ستم آراؤں کی شمشیر میں تھی
جَم کے باطل جو کہیں پاؤں جماتا ہی نہ تھا
کامیابی کا کوئی رُخ نظر آتا ہی نہ تھا

اِس کشاکش میں ہوئے تھے درِ اُمّید جو بند
ڈھونڈتے تھے سِتم اطوار کوئی اور کمند
دشمنِ دینِ خدا سوچ رہے تھے یہ بات
کون سی ضرب سے اسلام کو دی جائے گزند

جس میں بارش ہو نہ تیروں کی نہ صمصام چلے
مکر سے کام لیا جائے تو کچھ کام چلے

پیچھے اب جنگ کے گھمسان سے ہٹنا ہوگا
جب ہزیمت ہے تو اس راہ سے کٹنا ہوگا
خنجر و تیر کے لہجے میں بہت بات ہوئی
اب مگر رُخ ہی سیاست کا پلٹنا ہوگا
ورنہ مقصد کا سرانجام نہیں ہو سکتا
کفر پر رہ کے کوئی کام نہیں ہو سکتا

www.emarsiya.com

[redacted]

اِنہی حالات نے چھینا دلِ ایماں کا سکوں
اِنہی حالات میں اعداء کی یورِش تھی افزوں
یہی حالات تھے ظالم کو جو دیتے ہیں اماں
اِنہی حالات میں سر اپنا اُٹھاتا ہے جنوں
ہَوسِ زر میں لئے مَکر کے فن آتی ہے
ایسے حالات میں بے دینوں کی بن آتی ہے

[redacted]

یہ وہ حالات ہیں جو شر کے لئے ہیں زینے
یہی آباد بھی کرتے ہیں حسد سے سینے
اِنہی حالات میں پلتی ہے دماغوں میں بدی
یہی حالات جگاتے ہیں دِلوں کے کینے
یہی سوئے ہوئے فتنوں کو بھی دم دیتے ہیں
شمر کو ایسے ہی حالات جنم دیتے ہیں

[redacted]

یہی حالات تسلسل سے جواب آنے لگے
حیدریت کے جو دشمن تھے وہ اِترانے لگے
دل میں باقی نہ رہی مہر و محبت کی فضا
تلخ لہجہ کی سِناں بزم میں چمکانے لگے
بحرِ گفتار میں پُر ہول طلاطم آیا
لبِ مئے نوشِ منافق پہ تبسم آیا

www.emarsiya.com

۲۵

مسندِ ظلم سجی ، اہلِ سقر بیٹھ گئے
لے کے میثاقِ جفا ، ساغرِ زر بیٹھ گئے
یعنی حق کی عملی بیخ کنی کی خاطر
اپنے سر جوڑ کے سب بانیٔ شر بیٹھ گئے

بہ ظاہر لیے
کلمہ گو تھے صاحبِ ایمان بھی تھے
بے ضمیروں میں کئی حافظِ قرآن بھی تھے

چِتونیں غیظ کی ہیں ، دربارِ حکومت کی چڑھیں
سازشیں دین فروشوں کی بھی ہر گام بڑھیں
قتلِ شبیرؑ کا جائز ہے ، یہ فتوے بھی دیئے
مفتیوں نے سرِ دربار حدیثیں بھی گڑھیں
ایک بھرپور اثر تھا یہ اسی کاوش کا
کربلا ایک نتیجہ تھی اِسی سازش کا

۲۶

دل کا اِصرار ہے ایسوں کو تو زاہد نہ کہوں
ان کے فتووں کو رہِ شرع کی کیوں ضد نہ کہوں
بات کھل جائے تو کھل جائے مؤرخ کو مگر
کیوں یہ حق بات سرِ منبر و مسجد نہ کہوں

کعبے کا
~~کب ستمگر نے بصد جور و جفا چھینی ہے~~
کعبہ یہ اگر فخر نے بہ سبب مفتیوں نے سرِ زینبؑ سے رِدا چھینی ہے

جفا

شمر تو ایک علامت تھا نئے نام کے ساتھ
جس کے دل کو ازلی بیر تھا اسلام کے ساتھ
جو اڑاتے رہے پیغامِ محمدؐ کا مذاق
ربط تھا شمرِ شقی کا انہی حکام کے ساتھ

اِس نئی شکل میں وہ دَور ابھی زندہ تھا
شِمر تو دین فروشوں کا نمائندہ تھا

نخوتیں کر کے جو صدیوں کا سفر آتی ہیں
اپنے ماحول میں کچھ اور اُبھر آتی ہیں
روپ اپنا جو سیاست بھی بدل لیتی ہے
سازشیں بھی نئے پیکر میں اُتر آتی ہیں

شورشِ کینہ و بغض و حسد و ضِد لے کر
جاگ جاتی ہے بدی اپنے مقاصِد لے کر

ماضی پھر حال میں آتا ہے بھری بزم کے ساتھ
ظلم اٹھاتا ہے قدم طنطنۂ رزم کے ساتھ
بھر کے صدیوں کے فسادات سے تیور کی شکن
نفرتیں سر کو اٹھاتی ہیں نئے عزم کے ساتھ

پھر وہی دَورِ ستم بعد میں آجاتا ہے
کفر شکلِ عمرِ سعد میں آجاتا ہے

www.emarsiya.com

۲۸

وہ سرِ کرسئ دربار ، یزیدِ اُموی
خنجر و تیر کی تعداد کے بَل پر جو قوی
غیظ آنکھوں میں لئے ، خون نگاہوں میں بھرے
تن کے بیٹھا ہے شقی دشمنِ نسلِ عَلوی
اپنے اجداد کا ہر مکر ہے آغاز کے ساتھ
وارثِ ظلم ہے اب پھر اسی انداز کے ساتھ

۲۹

اور وہ شبیرؑ کے تیور کہ نبیؐ کے ہم رنگ
اپنے اجداد کی میراث سے پائے ہوئے ڈھنگ
روحِ کردار وہی ، جذبۂ پیکار وہی
دیکھ کر سطوتِ ماضی کو ہے تاریخ بھی دنگ
ہُو بہو شانِ اب و جَد ہیں اب جَد کی قسم
آج شبیرؑ محمدؐ ہیں محمدؐ کی قسم

اب محمدؐ جو منافق کو نہ بخشیں گے اَماں
کھینچ لی جائے گی گُدّی سے شقاوت کی زباں
راکھ ہو جائے گا ہر قصرِ نفاقِ باطن
شعلہ مکر بھی ہو جائے گا پل بھر میں دھواں
ٹوٹ جائیں گی جو باطل کی طنابیں ساری
آج ہٹ جائیں گی چہروں سے نقابیں ساری

www.emarsiya.com

یہی چہرے ہیں منافق کی خیانت کے امیں
ہم نشیں بزمِ محمدؐ کے، مگر دشمنِ دیں
مسجدوں میں بھی بصد جاہ و حشم آتے تھے
تھے ریا پوشِ عمل، جن کے نشانات جبیں
اُن کے اقدام سبھی جان لیے جائیں گے
اب وہ چہرے یہاں پہچان لیے جائیں گے

فرضِ شبیرؑ تھا، ہر امر کو دیکھیں بھالیں
حق کی طاقت کو پھر اک بار یہاں منوالیں
سعدِ منافق سے [illegible] یہ کہا
مجھ سے اب ضبط نہ ہوں گی یہ [illegible] چالیں
یہ تری فوج گراں مجھ پہ کہیں بھاری ہے؟
حق پہ [illegible] جنگ کی تیاری ہے

آؤ عباسؑ، علمدار بنانا ہے تمھیں
ثانیٔ جعفرِ طیارؑ بنانا ہے تمھیں
کرکے بالائے جبیں نادِ علیؑ کا سایا
ہو بہو حیدرِ کرّار بنانا ہے تمھیں
کہہ اُٹھیں دشمنِ اسلام ولی آتے ہیں
رن پکارے کہ نیستاں میں علیؑ آتے ہیں

www.emarsiya.com

۳۴۲

آؤ، اے اکبرِ جرّار، کہاں ہو بیٹا
آج تم باپ کی قوّت ہو، جواں ہو بیٹا
تم سے لینا ہے بہت کام مجھے آج کے دن
تم تو تصویرِ رسولؐ دو جہاں ہو بیٹا
وقت لکھنے کا نہیں، بات زبانی ہوگی
سب کو تصویرِ محمدؐ بھی دکھانی ہوگی

۳۴۳

تم کو کیا خوف صداقت کے طرفدار ہو تم
نبضِ ایماں میں اک جُنبشِ بیدار ہو تم
یوں بڑھو دشتِ اجل میں علی شان کے ساتھ
دھوم مچ جائے قیادت کے سزاوار ہو تم
حق کا باطل کی صفِ ظلم پہ چھانا دیکھے
اِقتدارِ بنی ہاشم کو زمانا دیکھے

۳۴۴

ہوش اِن مُردہ ضمیروں کے ابھی گُم کردو
دہنِ زخم کو اک مَوجِ تبسّم کردو
حَیدری تیغ کا پانی ہو سروں سے اونچا
قلزمِ ظلم میں پیدا وہ طلاطُم کردو
ناؤ کیسی کہ ستم کی کوئی نیّا نہ رہے
دَہر میں سلسلۂ آلِ اُمیّا نہ رہے

www.emarsiya.com

رَن میں تہذیبِ شجاعت کا بھرم رکھنا ہے
دوشِ ہمّت پہ شرافت کا عَلم رکھنا ہے
آنچ آئے نہ محمّد کی وجاہت پہ ذرا
ہم کو باقی وہی ماضی کا حَشم رکھنا ہے

خواہشِ سلطنت و مسند و اورنگ نہیں
ہے جہادِ رہِ حق، مُلک کی یہ جنگ نہیں ٣٥

اے دلیرانِ صَفِ عشق، مرے جرّارو
سرفروشانِ وفاکیش، وفا معمارو
ہم کو مقصود نہیں خون کی برسات یہاں
وَرنہ طاقت کا جہاں تک ہے تعلق یارو

ساتھ میراثِ جوانمردی و کرّاری ہے
ایک عبّاسؑ ہزاروں پہ یہاں بھاری ہے ٣٦

لیکن اِس جنگ میں تسلیم و رضا یاد رہے
جذبۂ صبر پہ نظریں ہوں، خدا یاد رہے
ایک حَربہ نہ بڑھے حدِّ دفاعی سے جہاں
نوعِ اِنساں کو وہ مخصوص وغا یاد رہے

سب کے دل قوّتِ کردار کی جانب مُڑ جائیں
اسلحہ ساز دماغوں کے پَرخچے اُڑ جائیں

www.emarsiya.com

www.emarsiya.com



رَن میں تہذیبِ شجاعت کا بھرم رکھنا ہے
دوشِ ہمّت پہ شرافت کا عَلم رکھنا ہے
آنچ آئے نہ محمّدؐ کی وجاہت پہ ذرا
ہم کو باقی وہی ماضی کا حَشم رکھنا ہے
خواہشِ سلطنت و مسند و اورنگ نہیں
ہے جہادِ رہِ حق، مُلک کی یہ جنگ نہیں ۳۵

اے دلیرانِ صفِ عشق، مرے جرّارو
سرفروشانِ وفاکیش، وفا معمارو
ہم کو مقصود نہیں خون کی برسات یہاں
وَرنہ طاقت کا جہاں تک ہے تعلق یارو
ساتھ میراثِ جوانمردی و کرّاری ہے
ایک عبّاسؑ ہزاروں پہ یہاں بھاری ہے ۳۶

لیکن اِس جنگ میں تسلیم و رضا یاد رہے
جذبۂ صبر پہ نظریں ہوں، خدا یاد رہے
ایک حربہ نہ بڑھے حدِّ دفاعی سے جہاں
نوعِ انساں کو وہ مخصوص وغا یاد رہے
سب کے دل قوّتِ کردار کی جانب مُڑ جائیں
اسلحہ ساز دماغوں کے پرخچے اُڑ جائیں

۲۷

مرحبا "عظمتِ کردار" حسینؑ ابنِ علیؑ
آپ ہی کے تو گھرانے سے یہ تہذیب چلی
گنبدِ چرخ میں یہ گونج رہی ہے آواز
فاتحِ دہر ہے کردار کی شانِ عملی

جبر کا دور، تشدد کا حشم بیت گیا
تیغِ کیں ہار گئی، سجدۂ حق جیت گیا

۲۸

ایک سجدے نے جو شاہی کا بھرم توڑ دیا
آمریت کے مقاصد نے بھی دم توڑ دیا
قطرۂ خونِ گلو نے جو یہ تاریخ لکھی
وقت نے جھوٹے مؤرخ کا قلم توڑ دیا

نئے سورج کی جو بھرپور کرن پھوٹ گئی
شدّتِ ضو سے اندھیروں کی کمر ٹوٹ گئی

کانپ اٹھا جہل تو سب دشمنِ دیں کانپ اٹھے
ورثۂ جبر و تشدّد کے امیں کانپ اٹھے
زلزلے کھا گئے بنیاد جو ایوانوں کی
ہل گیا قصرِ ستم، تخت نشیں کانپ اٹھے

بجھ گئی شمعِ ہوس، رنگ چراغوں سے اڑا
نشۂ ظلم دھواں بن کے دماغوں سے اڑا

www.emarsiya.com

اُڑ گئیں جامِ شقاوت کی شرابیں ساری
کٹ گئیں خیمۂ باطِل کی طنابیں ساری
نۂ بہ نۂ فکرِ منافق کے سب اطوار کھلے
ہٹ گئیں ظلم کے چہرے سے نقابیں ساری

چوٹ یہ نخوتِ شاہی نے کڑی کھائی ہے
لشکرِ فکرِ اُمیہؔ کی یہ پسپائی ہے

اہل حق جان سے گزرے پہ حشم مٹ نہ سکا
سو گیا رن میں علمدار، علم مٹ نہ سکا
اِقتدارِ بنی ہاشم کے تجمل کی قسم
عظمتِ آلِ محمدؐ کا بھرم مٹ نہ سکا

لاج رکھ لی ہے جو اجداد کے پیغاموں کی
تمکنت رُخ پہ ہے پاکیزہ نسب ناموں کی

کم نسب ہار گئے، خوش نسبی جیت گئی
ہاشمیت کی قسم، حق طلبی جیت گئی
اَبرھہ جن کے دماغوں میں ہے اب بھی زندہ
سُن لیں وہ لوگ کہ پھر مُطلبی جیت گئی

فتح کعبے کی ہوئی حق پئے تعظیم اٹھا
فخر کے ساتھ سرِ نسلِ براہیمؑ اٹھا

www.emarsiya.com

دیکھ اے عرش کہ ایسی کوئی معراج نہیں
حق کی طاقت کسی طاقت کی بھی محتاج نہیں
مختصر قافلۂ بے سر و ساماں کی قسم
فتحِ کامل کا سبب کثرتِ افواج نہیں

جن کو فوجوں پہ بڑا ناز تھا لاغر نکلے
جو بظاہر تھے بہت کم وہ قوی تر نکلے

بالیقیں حلم تھے، ہر شدّتِ کینہ سے قوی
سازشِ شام نہ تھی، فکرِ مدینہ سے قوی
تربیت گاہِ حسینی کے اصولوں کی قسم
شمر کا جبر نہ تھا صبرِ سکینہ سے قوی

سیکڑوں ظلم سہے درد سے سینہ نہ تھکا
تھک گیا شمر، مگر صبرِ سکینہ نہ تھکا

اِس گھرانے نے جو یوں صبر کی دولت لے لی
ظلم سے کر ازلی شانِ قیادت لے لی
عصرِ عاشور، قیامت کی گھڑی تھی لیکن
صبرِ شبیرؑ نے دل پر یہ قیامت لے لی

اوجِ اسلام کو، اِس درد و الم نے بخشا
نورِ ہستی کو اِسی جلوۂ غم نے بخشا

www.emarsiya.com

تیرگی لاکھ ہو، کب جلوۂ غم گھٹتا ہے
دلِ زندہ میں کہیں جوشِ کرم گھٹتا ہے
اَٹ گیا دھول میں شبیرؑ کا چہرہ لیکن
کیا کہیں ابر سے سورج کا حَشم گھٹتا ہے

سر بُریدہ جو سرِ نوکِ سناں پر چمکا
ایک سورج تھا مگر سارے جہاں پر چمکا

اِسی سورج کے تلے تھا جو اسیروں کا سفر
حق کی تبلیغ سے روشن تھی ہر اک راہگذر
وہ تجلّی جو زمانے کو جگا دیتی ہے
اُس تجلّی کی نہ تھی تیرہ نصیبوں کو خبر

جس نے دَھلا دیا لوگوں کو یہ وہ آندھی تھی
اپنے ہاتھوں میں حکومت نے رسن باندھی تھی

یہ اشاعت کا نظام اپنی جگہ پر تھا اٹل
سو مصائب تھے، پیام اپنی جگہ پر تھا اٹل
بیڑیوں سے تنِ عابدؑ میں تھی لرزش، لیکن
اِس مصیبت میں امامؑ اپنی جگہ پر تھا اٹل

چین شاہی کو کسی گام نہ حاصل ہوگا
اک حسینؑ اور ابھی مدِّ مقابل ہوگا

www.emarsiya.com

تھی دعاؤں کی سِپر ساتھ جو اُفتادوں میں
قتل کر دینے کی جرأت نہ تھی جلّادوں میں
سرِ دربار الٹ دی جو حکومت کی بساط
پھونک دی روح نئی دین کی بنیادوں میں

ناتوانی نے توانائی کو ہمت دے دی
ایک بیمار نے اسلام کو صحت دے دی

بھرے دربار میں بولا یہ سکینہ سے یزید
میں نے چرچے یہ سُنے ہیں کہ جو حیرت ہے مزید
تجھ سے چاہت تھی ترے باپ کو بے حد و حساب
آج ہو جائے اسی جذبۂ دل کی تجدید

پیار کا لطف، محبّت کا کرم بھی دیکھیں
باپ بیٹی میں جو چاہت تھی وہ ہم بھی دیکھیں

آج میزانِ عمل میں یہ وفا تُل جائے
اور ہستی کے وَرَق سے یہ کہانی دُھل جائے
سرِ دربار تماشا مرے مہماں دیکھیں
آج تم دونوں کی چاہت کا بھرم کُھل جائے

بات جب ہے کہ نہ ہاتھوں کی رسائی سے اُٹھے
سر ترے باپ کا خود طشتِ طلائی سے اُٹھے

www.emarsiya.com

۹

اُس کی پوتی ہے یہ دُکھیا جسے حق نے مانا
کِتنا آسان تھا سورج کا جِسے پلٹانا
وہ سکینہ کی نظر طشتِ طلائی کی طرف
اور وہ سورج کا ابھر کر سرِ منظر آنا
نگہِ وقت جو اس حق کی گواہی پہ پڑی
اور اک ضرب تنِ مُردۂ شاہی پہ پڑی

آئی آواز، مری راج دلاری بیٹی
میرا دل، میرا لہو، اے مری پیاری بیٹی
میرا اعجازِ اِمامت تجھے کرتا ہے سلام
تونے ہمّت نہ کسی موڑ پہ ہاری بیٹی
عظمتِ صبر کی خاموش زباں ہیں اب بھی
تیرے رُخ پر جو طمانچوں کے نشاں ہیں اب بھی

عصر کے بعد ترا دِل تھا مصیبت کے لئے
شمر تھا درپئے آزار شقاوت کے لئے
تیری آغوش میں آیا ہے یہی سوچ کے سر
یہ ملاقات غنیمت ہے عبادت کے لئے

پاس آ کر ترے، حالِ دلِ مظلوم تو لوں
تیرے کانوں کو میں اکبار ذرا چوم تو لوں

www.emarsiya.com

میری ماں کو تھا بہت اپنے پدر کا جو خیال
اپنے اعمال سے تھیں باپ کی سیرت کی مثال
٩٣ تو نے بھی آج جو رکھا ہے مرے حق کا بھرم
تو بھی ہے میری لگا ہوں میں اسی عزم کی ڈھال
اسی ماضی کا مکمل جو نمونہ تُو ہے
میں محمّد ہوں، مری فاطمہ زہرا تُو ہے

٢ھ

ہو بصد عجز ہلال ایسی رفاقت پہ سلام
منفرد رابطۂ ذوقِ محبّت پہ سلام
٩٤ جس نے توڑا ہے مؤرّخ کے تعصب کا فسوں
اُس وفا ساز شہادت کی صداقت پہ سلام
دیکھ! نظریں طلبِ حق سے چرانے والے
یہ ہیں اِسلام کی تاریخ بنانے والے

www.emarsiya.com